Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹/۷۴ | پیر ۱۴ر جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ، ۲۳ر صلح ۱۳۶۸ ہش ، ۲۳ر جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۰

اخبار احمدیہ

ربوہ: مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۸۹ء کو بیت الاقصیٰ میں نمازِ جمعہ سے قبل محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ بیت الفضل لندن بتاریخ ۱۳ر جنوری کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔

خطبہ ثانیہ میں مولانا موصوف نے اہلِ ربوہ کو متوجہ کیا کہ وہ وقارِ عمل کے ذریعہ اپنی گلیوں اور محلوں کی حالت بہتر بنانے کی طرف توجہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ذیلی تنظیمیں وقارِ عمل کے کاموں میں بڑی مستعد ہوا کرتی ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اس طرف بھی توجہ دیں۔ خصوصاً بارش کے دنوں میں کچی گلیوں والے محلوں میں چلنے پھرنے میں جو دشواری پیش آتی ہے اس کا آسانی سے ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی مصروفیات

۱۶ر دسمبر تا ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۸ء

ایک دن کی بیعتوں کی تعداد بعض اوقات گزشتہ کئی سال کی بیعتوں سے بڑھ جاتی ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اچھی ہے اور آپ دن رات خدمتِ دین میں مصروف ہیں اور تمام احبابِ جماعت کو محبت بھرا اسلام اور سالِ نو کی مبارکباد پیش فرماتے ہیں۔

ملاقاتیں

عرصہ زیرِ رپورٹ میں لندن میں موجود مرکزی دفاتر اور امارت مقامی کے عہدیداران نے چھیالیس مرتبہ حضورِ انور سے ملاقات کی اور اپنے شعبوں سے متعلق امور کی سرانجام دہی کے لیے حضور انور سے ہدایات اور منظوریاں حاصل کرتے رہے۔ علاوہ ازیں اس عرصہ میں ۵۷ فیملیز نے اور ۱۳۱ افراد نے بھی حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان میں پانچ انگریز احمدی بھائی بھی شامل ہیں۔ حضور انور سے ملاقات کرنیوالے یہ دوست برطانیہ کی جماعتوں، کیمبرج، لگاڈس، سکاٹ لینڈ، برمنگھم، ہینز آکسفورڈ، مانچسٹر، لیڈز، وسٹن کن، ماکنگ، ساؤتھ آل، ڈبلن، ہڈرز فیلڈ، کرائیڈن، کارڈف، ھاسلپور، ہنلو الیسٹ لنڈن، نارتھ ویز، جلنگھم، لیسٹر لیون، گرین فورڈ، برل لنکا شائر، ہیلنگ اور اسلام آباد کے علاوہ پاکستان، بھارت بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ماریشس، غانا، نائیجیریا شرق اوسط کے بعض ممالک امریکہ، جرمنی سویڈن، سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک اور سپین وغیرہ ممالک سے تشریف لائے تھے

خطوط

ان ایام میں روزانہ ڈاک کے ذریعہ اوسطاً ۲۸۵ خطوط حضور انور کی خدمت میں موصول ہوتے رہے۔ یہ خطوط انگریزی اردو کے علاوہ عربی، سواحیلی، جرمن آسٹرین، فرنچ، انڈونیشین اور بنگلہ دیشی زبانوں میں تھے۔ ان کے علاوہ احبابِ جماعت اپنی خوشیوں اور غمیوں کی مناسبت سے حضور کی خدمت میں ٹیلیگرام بھی بھجواتے رہے۔ اور بعض اوقات اشد ضرورت کے تحت فون پر بھی حضورِ اقدس سے رابطہ کر کے اہم امور پر مشورہ اور دعا کی درخواست کرتے رہے۔ یہ خطوط حضرت امام جماعت احمدیہ اور جماعت احمدیہ سے احباب کی بے لوث محبت اور خلوص اور فدائیت کا مرقع ہوتے ہیں۔ اور ان میں احباب نے اپنے روزمرہ مسائل بیماری، کاروبار، رشتے ناطے، تعلیم، خوابوں اور ملازمت وغیرہ امور کے متعلق مشوروں کے علاوہ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں اپنی مساعی پیش کی ہوتی ہے۔

مختلف علاقوں میں مقامی طور پر دعوتِ دعا و ابتہال کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے نشانات کا بھی احباب ان خطوں میں ذکر فرماتے ہیں۔ اور یوں نشاناتِ الٰہیہ کے ظہور پر ایمان افروز واقعات بڑی کثرت سے جمع ہو رہے ہیں۔ حضورِ انور فرداً فرداً ہر خط کا مطالعہ کر کے احباب کو اپنی قیمتی ہدایات، راہنمائی اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔ بعد ازاں حضور انور کی ہدایات

(باقی صفحہ ۸ پر)

محترم امری عبیدی صاحب امریکہ سے واپس مشرقی افریقہ جاتے ہوئے جماعت احمدیہ نائیجیریا کے مقامی مرکز لیگوس میں وزٹرز بک میں دستخط فرما رہے ہیں۔ (۱۹۶۴ء)

ایک احمدی ڈاکٹر کا اعزاز
نمایاں کامیابی و درخواست دعا

خدا کے فضل و کرم سے میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر رشید محمد راشد نے پنجاب یونیورسٹی کے تحت ہونے والے آئی سپیشلسٹ کے امتحان ڈی۔او۔ایم۔ایس (D.O.M.S) منعقدہ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

اس سے پہلے عزیز موصوف کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز آف پاکستان کے تحت ہونے والے آئی سپیشلسٹ کے امتحان ایم۔سی۔پی۔ایس (M.C.P.S) منعقدہ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں بھی کامیابی حاصل کر چکے ہیں

(ہومیو ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد
۔۲۔ دارالرحمٰن کالونی۔ ربوہ)

فری کوچنگ کلاس

امسال مڈل کا امتحان دینے والے طلبہ کیلئے انگریزی کی فری کوچنگ کلاس روزانہ بعد نماز مغرب بیت اللطیف دارالعلوم وسطی ربوہ میں جاری ہے۔ امسال مڈل کا امتحان دینے والے ربوہ کے طلبہ اس کلاس سے استفادہ کریں۔

مہتمم امور طلباء
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں
"جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے"

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳ صلح ۱۳۶۸ ہش — ۲۳ جنوری ۱۹۸۹ء

تعلیمی اداروں کا تقدس

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بچے کے ہاتھ میں غُلیل ہو تو وہ چڑیوں کی طرف تو غلیلے چلائے گا ہی لیکن اس کے علاوہ بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں شست باندھے گا حتیٰ کہ آپ اس کے پاس سے گزر رہے ہوں تو آپ کو اسے کہنا پڑے گا کہ دیکھ کر غلیلہ چلائے ایسا نہ ہو کہ آپ ہی کی کنپٹی پر آ لگے۔ اگر بڑوں کے پاس اسلحہ ہوگا تو وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ موقعہ بے موقعہ شست باندھیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ تعلیمی اداروں کا تقدس پامال کرنے والے وہی لوگ ہیں۔ اندر یا باہر — جو اسلحہ سے لیس ہیں۔ اسلحہ ان کے ہاتھ میں ہے اور شست باندھنے کو جی چاہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس کے مواقع پیدا کر لئے جاتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کو اسلحہ سے پاک کر دیجیئے۔ جھگڑے کم ہو جائیں گے یہ تو ہم نہیں کہتے کہ بالکل ختم ہو جائیں گے لیکن کم ضرور ہو جائیں گے اور جھگڑوں کے نتائج میں ضرر کا پہلو بھی وہ شدت اختیار نہیں کر سکے گا جو اب ہے۔

دوسری بات جو تعلیمی اداروں کے کرنے کی ہے جس سے ان اداروں کا تقدس بحال ہو سکتا ہے اور قائم رہ سکتا ہے یہ ہے کہ ان اداروں کی افادیت کو اساتذہ کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے اگر طلباء کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ پڑھایا بھی اچھا جاتا ہے اور پڑھائی ہے بھی مفید تو یقیناً طلباء کی ایک بہت بڑی تعداد پڑھائی میں مصروف ہو جائے گی اور جھگڑوں سے کنارا کشی کرے گی۔ ہر انسان دلچسپی کا خواہاں ہے۔ طالب علم بھی دلچسپی مانگتا ہے۔ تعلیم کو اس کے لئے دلچسپ بنائیں اور یہ دلچسپی اس کی زندگی کا ایک حصہ بنا دیں تو آپ دیکھیں گے کہ اسلحہ میں اسے کچھ بھی دلچسپی نظر نہیں آئے گی۔ آپ نے اسے پڑھائی کی چاٹ ہی نہیں لگائی اس لئے وہ دلچسپی کی تلاش میں بھٹکتا ہوا اسلحہ ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اسلحہ ہاتھ میں لینا بھی دلچسپ ہے اور اسلحہ چلنے کی آواز بھی ایک ہیجانی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ آخری بات یہ کہ تعلیمی اداروں کے تقدس کو پامال کرنے کے لئے ان اداروں سے باہر کے جو افراد دخل اندازی کرتے ہیں ان کے آگے دیواریں کھڑی کیجیئے۔

بہر حال تعلیمی اداروں کا تقدس بحال کیجیئے اور اسے قائم رکھئے یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

ہو جائے منسوخ، الٰہی! ہر کالا قانون
کانٹوں کی مالا کے لگ بھگ ہے جس کا مضمون
جو آپس میں انسانوں کی کرتا ہے تفریق
جھوٹ کے ہاتھوں سچائی کا کر دیتا ہے خون

—— ابوالاقبال

دعا ہی دعا

سچ کو سچ سے لڑا کے دیکھو تم
یوں مری راہ میں آ کے دیکھو تم

جھوٹ ہے کرم خوردہ بیساکھی
پاؤں پاؤں چلا کے دیکھو تم

بے سہارا رہو گے ساری عمر
اپنا کس بل دکھا کے دیکھو تم

ہم تو ہیں سر بسجدہ محوِ دعا
ہاتھ اپنے اٹھا کے دیکھو تم

رات کی ظلمتوں میں کیوں بھٹکو
صبحِ روشن میں آ کے دیکھو تم

شام کے ملگجی سے سائے ہیں
اِک الاؤ جلا کے دیکھو تم

مجھ کو بے دست و پا سمجھتے ہو
ہاتھ مجھ کو لگا کے دیکھو تم

میرا خالق ہے میرا پشت پناہ
اس کو اپنا بنا کے دیکھو تم

ہم ہیں حسنِ معاشرہ کی دلیل
آؤ ربوہ میں آ کے دیکھو تم

ہر کوئی ہر کسی کا ہے ہمدرد
درد اپنا بنا کے دیکھو تم

پیار و الفت ہے شرفِ انسانی
اس شرف کو بھی پا کے دیکھو تم

ہے نسیم اس میں بس دعا ہی دعا
دل کی تہ تک تو جا کے دیکھو تم

—— نسیم سیفی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حمورابی

دنیا کا پہلا آئینی بادشاہ

محترم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ کا ایک مقالہ جو انہوں نے بہت عرصہ قبل مجلس سلطان القلم کے ایک اجلاس میں پڑھا تھا وہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

انسان طبعاً مل جل کر رہنے پر مجبور ہے۔ اس سے اسے بے انتہاء فائدے ہیں۔ اس کے برعکس اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسے بے انتہاء مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اور اس کی زندگی محال ہو جائے لیکن اس خوبی میں کئی نقصانات بھی مضمر ہیں۔ متضاد مفاد باہمی جھگڑے اسی تمدن کی پیداوار ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے مفاد نہ بھی ٹکرائیں تب بھی انسان کی حاسدانہ طبیعت کئی جھگڑے کھڑے کر دیتی ہے اس کی بہترین مثال حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی کہانی ہے۔ ایک بیٹا لائق اور فرض شناس ہے۔ اپنی خداداد ذہانت اور محنت سے جس کام میں ہاتھ ڈالتا ہے اسے باغ و بہار بنا دیتا ہے۔ دوسرا زور آور لیکن نکھٹو اور سست وجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے دوسرے بھائی کی کامیابیوں پر حسد بھی کرتا ہے اور وہ اسے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا اور آخر اسے قتل کر کے دم لیتا ہے حالانکہ مقتول نے اپنے بھائی کا کبھی بُرا نہیں چاہا تھا۔ اور اس کی زیادتیوں کو ہمیشہ نظر انداز کرتا رہتا تھا تمدن کو ان فساد انگیز عوارض سے پاک کرنے کیلئے حکومت و قانون کی بنیاد پڑی۔ زمانہ قبل از تاریخ سے لے کر آج تک اس نظام کے سوا تمدن کے اندر سے پیدا ہونیوالے ان مفاسد سے بچنے کا اور کوئی معقول چارۂ کار تجویز نہیں ہوا۔ جہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ سب سے پہلی وسیع قطعات ارض سے تعلق رکھنے والی قانونی حکومت مشرقِ وسطی میں قائم ہوئی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد مصر میں قانون کا احترام کیا جانے لگا۔ اس کے بعد مشرق الاقصٰی ہند وغیرہ کا نمبر ہے۔ اور پھر یونان اور روما میں قانون کی روشن شعاع زیرِ نظر آتی ہے۔

اسوقت آج کی مجلس میں ہمارا موضوعِ بحث تاریخ کے پہلے دور یعنی مشرق وسطی کی قانونی تاریخ کے ایک حصّہ سے ہے۔ اس موقعہ پر یہ وضاحت مناسب ہو گی کہ تشریع یا قانون کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔ طبعی جن میں تبدیلی ناممکن ہے۔ شرعی جن کا نفاذ اور نسخ سراسر الہام الٰہی کے تابع ہے کسی بندے کا اختیار نہیں کہ انہیں تبدیل کر سکے۔ تیسرے انسان کے اپنے وضع کردہ قوانین جن میں حالات کے مطابق خود انسان ہی تبدیلیاں کرتا آیا ہے۔ ہمارا اس مقالہ میں تیسری قسم کی تاریخ پر روشنی ڈالنا مقصود ہے تاریخوں میں آپ نے بابل کا نام پڑھا ہو گا۔ یہ بابل کا علاقہ قدیم زمانہ میں دو حصوں میں منقسم تھا۔ شمالی علاقہ کو اکہر اور جنوبی علاقہ کو سومر کہتے تھے یہ حضرت مسیح علیہ السلام سے اندازاً چھ ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ دراصل اکہر اور سومر دریائے دجلہ اور فرات کے درمیانی دوآبے کے نام تھے جو آج کے عراق کا جنوبی حصّہ ہے۔ یہی خطۂ زمین انسانی تہذیب و تمدّن کا ابتدائی گہوارہ بنا۔ اس خطّہ کا مشہور شہر بابل بغداد سے ۵۰۔۶۰ میل جنوب مغرب میں دریائے فرات کے بائیں کنارے آباد تھا۔ بابل دراصل باب ایل کا مرکب ہے۔ باب کے معنے دروازہ اور ایل کے معنی خدا کے ہیں یعنی خداؤں یا دیوتاؤں کا دروازہ

جزیرۃ العرب سے عربوں کی ہجرت کے چار دَور تاریخ نے محفوظ کئے ہیں پہلا دَور حضرت مسیح علیہ السلام سے تین چار ہزار سال پہلے کا ہے۔ جب وہ دجلہ اور فرات کی وادی میں اپنے قدم جمانے میں کامیاب ہوئے اور اکہر خاندان کی حکومت کی بنیاد پڑی۔ دوسری ہجرت وہ ہے جبکہ ریاست وجود میں آئی۔ تاریخ والے اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اموری خاندان سامی الاصل اور بابل کا پہلا شاہی خاندان تھا۔ اس اموری خاندان کا چھٹا بادشاہ حمورابی ہے جس نے اپنے ملکی قوانین کو سنگی کتبے میں محفوظ کر کے تاریخ میں لازوال شہرت حاصل کی۔ اس خاندان نے تین صدی تک حکومت کی اور اس کے کل گیارہ بادشاہ ہوئے۔ جن میں حمورابی چھٹے نمبر پر حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں مسند نشین ہوا۔ اور ۴۳ سال تک نہایت شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی بائیبل میں اسے امرافیل کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ (پیدائش ۱۴/۱-۲) ان آیات میں ایک جنگ کا ذکر ہے جس میں امرافیل شامل تھا۔ اس شورش کے دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچازاد بھائی حضرت لوط علیہ السلام کو بچانے کیلئے نکلے۔

تخت نشین ہونے کے بعد حمورابی نے دس برس تک مختلف علاقے فتح کئے اس کے بعد تقریباً ۱۹ برس تک ملک میں ہر طرف امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ رہا۔ اس نے اہم اور ضروری شہروں کی فصیلوں کو مستحکم کیا۔ نہریں کھودیں اور کھیتی باڑی کے کام میں لوگوں کو سہولت مہیا کر کے ملک کی خوشحالی میں اضافہ کیا۔ ۳۰ سال جلوس میں اس نے عیلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ حکومت پہلے بابل کو کافی زک پہنچا چکی تھی۔ عیلامیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور اس کا بادشاہ گرفتار ہوا اور آخر کار باجگذاری کے اقرار پر جان بخشی کرائی۔ ۳۹ سال جلوس میں اس نے اسیریا فتح کیا اور اس طرح ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسیریا اور بابل یعنی شمال اور جنوب ایک حکمران کے زیرِ نگیں آئے۔ حمورابی بڑا بیدار مغز منتظم، مقنن اور پرہیزگار اور چھوٹے سے چھوٹے کام پر ذاتی توجہ دیتا۔

تاریخ نے اس کے کئی خطوط محفوظ کئے ہیں۔ ان خطوط میں سے ایک خط میں اس نے اپنے والی کو جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امور سلطنت کے بارہ میں اس کی کتنی وسیع نظر تھی۔ مثلاً وہ لکھتا ہے

۱۔ رضوم نہر کے کنارے جن زمینداروں کی زمین ہے۔ انہیں لگا کر نہر صاف کرائی جائے اور اس کی تہہ سے مٹی نکلوائی جائے۔ یہ کام اس ماہ کے اندر اندر مکمل ہو جائے۔

۲۔ معلوم ہوا ہے کہ فلاں شہر میں فلاں سرکاری ملازم نے رشوت لی ہے فوراً تحقیقات کرائی جائے اگر جرم ثابت ہو تو رشوت کا مال سر بمہر کر کے مرتشی اور گواہوں کو یہاں بھیج دو۔

۳۔ ایک شخص نے شکایت کی ہے کہ میں نے قرض لیا تھا اور اپنی زمین قرض خواہوں کے پاس رہن رکھ دی تھی اب قرض خواہ نے نہ صرف فصل پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ زمین بھی واپس نہیں دیتا یہاں بابل کے دفتر سے معلوم ہوا ہے کہ یہ زمین واقعی اس شخص کی ملکیت ہے پس قرض خواہ سے زمین واپس دلائی جائے اور اسے سزا دی جائے۔

۴۔ ایک شخص نے دعوٰی کیا ہے کہ آج تین برس ہو گئے ہیں میں نے فلاں عامل کو تین "پیمانہ" غلہ قرض دیا تھا۔ لیکن متعدد مطالبوں کے باوجود قرض واپس نہیں ہوا۔ ہم نے عامل مذکور کی دستخطی رسید مدعی کے پاس ملاحظہ کی ہے۔ فوراً اصل معہ سود اس عامل سے وصول کر کے قرض خواہ کو دیا جائے۔

۵۔ ہتھیار بنانیوالے کاریگروں کو ابا لکڑی کی ضرورت ہے۔ ۲۰۰، ٹکڑے درکار ہیں۔ لکڑی ٹھوس ہو۔ ہر ایک ٹکڑا وزن میں تہائی یا نصف قارع سے زیادہ نہ ہو اور لمبائی میں دو بالشت سے لیکر چار بالشت تک ہو۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ درخت گھن کے کھائے ہوئے نہ ہوں بلکہ مضبوط اور ٹھوس ہوں یہ کام فوراً ہونا چاہیئے کاریگر بیکار نہ بیٹھے رہیں۔ ان احکام سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حمورابی اپنی سلطنت میں کتنی بیدار مغزی سے کام لیتا تھا۔

اپنی حکومت کے آخری ایام میں حمورابی کو خیال آیا کہ تمام ملکی قوانین کو ایک مجموعہ میں جمع کیا جائے اور پھر ان کو ایک سنگی کتبہ میں کندا کروا کر نصب کیا جائے۔ چنانچہ اس خیال کو اس نے عملی جامہ پہنایا۔ اور سبارا کے مندر میں اس کتبے کو نصب کیا۔ یہ کتبہ سات فٹ چار انچ لمبا اور کم و بیش ۲ فٹ گھیر میں تھا۔ جو تقریباً ایک ہزار سال تک سبارا کے مندر میں نصب رہا۔ اس کے بعد عیلامی بادشاہ تخنت نے بابل پر حملہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کیا اور اس کتبے کو اپنے دارالخلافہ سُوس میں اٹھا لایا۔ ۱۹۰۱ء میں یہ کتبہ سُوس کی کھدائی کرتے وقت موسیو مورگان فرانسیسی کو ملا۔ اور ماہر قدیم رسم الخط موسیو سیشل نے اسے پڑھا اور فرانسیسی میں اس کا ترجمہ کیا۔ ۱۹۰۲ء میں حکومت فرانس نے اصل کتبے کی عبارت اور اس کے ترجمہ کو کتابی صورت میں شائع کر دیا اصل کتبہ پیرس کے مشہور میوزیم میں موجود ہے اور برٹش میوزیم لندن میں اس کا ایک نہایت عمدہ چربہ رکھا گیا ہے۔ یہ کتبہ تاریخ آئین و قانون کا ایک نہایت ہی قدیم اور اہم دستاویز ہے۔ اور غالباً دنیا کا پہلا تحریری قانون ہے۔ بالکل اسی طرح کہ جس طرح کہ دنیا کا پہلا جمہوری آئین جو تحریری صورت میں ایک معاہدہ کی شکل میں محفوظ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معاہدہ ہے جو ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کے یہودیوں کے ساتھ طے پایا۔ حمورابی نے اس کتبے میں اپنی سلطنت کے جو قوانین درج کیے ہیں ان کی تمہید میں وہ لکھتا ہے۔

" خدا نے مجھ شہرہ آفاق بادشاہ اور خدا ترس حمورابی کو مامور کیا کہ زمین پر عدل قائم کرو کمینوں اور شریروں کو نیست و نابود کر دو۔ زبردستوں کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے باز رکھو۔ میں ہوں حمورابی خوش حالی اور فراوانی تقسیم کرنے والا۔ مصلحت اندیش بادشاہ۔ سپارا مندر کا بانی فلک بوس شاندار عمارتیں تعمیر کرنے والا جس نے ریخ کے باشندوں کو وافر پانی مہیا کر کے انہیں نئی زندگی دی۔ ملک کا محافظ۔ دشمنوں کا جان لیوا۔ مست اور تند خو سانڈ جو دشمن کو پچھاڑ دیتا ہے۔ مقدس شہری بادشاہ۔ صاحب و عقل و ہوشیار جس نے عظیم الشان شہر ننب کیلئے غلبہ جمع کیا۔ صالح بادشاہ جس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ عاقل اور مردِ میدان جس نے ڈاکوؤں کو زیر کیا نامور بادشاہ۔ شہر کا شاہی حاکم بنی نوع انسان کا گلہ بان عدل و انصاف پھیلانے والا رعایا کا راہنما۔ جب خدا نے مجھے نظم و نسق اور راہنمائی کے لیے حکمران مقرر کیا تو میں نے لوگوں کی بہبود کے لیے نئے ملک میں یہ آئین جاری کیے۔"

اس کے بعد کتبے میں وہ قوانین درج ہیں۔ جن کو مترجم نے ۲۸۲ دفعات میں تقسیم کیا ہے۔ اس کے بعد حمورابی کی وہ دعا ہے جو اس نے اس کتبے کی حفاظت کیلئے کی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

" صاحب عظمت و جلال بادشاہ حمورابی نے یہ قانون نافذ کیے تاکہ ان سے دنیا کو پوری پوری ہدایت ملے اور مہربان اور عادل کی حکومت قائم کی جائے۔ برگزیدہ خدا نے مجھے نجات دہندہ مقرر کیا ہے میرا عصائے شہری انصاف کا نشان ہے۔ میرا مبارک سایہ میری سرزمین پر ہے سومر اور اکد کے باشندے میرے جگر گوشے ہیں اور میری عقل ان کی محافظ ہے تاکہ طاقتور کمزور پر ظلم نہ کریں۔ یتیموں اور بیواؤں کو صحیح مشورہ میسر آئے مستقبل میں اور رہتی دنیا تک ملک پر جو حکمران بھی ہوگا وہ اس منصفانہ قانون پر قائم رہے گا۔ جو میرے اس کتبے میں کندہ ہے وہ سلطنت کے قانون کو نہیں بدلے گا جو میں نے بنایا ہے اگر اس شخص میں عقل ہے اور وہ اپنے ملک میں امن قائم رکھنے کا خواہشمند ہے۔ لیکن اگر وہ شخص میرے ان الفاظ پر توجہ نہ کرے۔ نہ میری بد دعا کی پرواہ کرے۔ نہ خدا کی لعنت سے ڈرے تو خداوند تعالیٰ اس شخص کی سلطنت کا چراغ گل کر دے۔ خواہ وہ کوئی بادشاہ ہو یا رئیس۔ نائب ہو یا کوئی اور عہدیدار اس کے عصائے شاہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اس کے انجام پر لعنت برسائے اور اس کی قسمت میں ایک ایسی بغاوت لکھ دے جسے اس کی طاقت دبا نہ سکے اور اپنی تباہی اور ویرانی کی آندھی اس کے تخت پر چلائے۔ آہوں سے پر سال، زندگی کے قلیل دن، قحط کا زمانہ، پھٹی پھٹی آنکھوں والی موت اسے نصیب ہو...."

یہ بڑی لمبی دعا ہے جو حمورابی نے اس کتبے کے بدخواہ کیلئے کی ہے اس کتبے میں جو قوانین درج ہیں وہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ گنجائش نہیں کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے۔ صرف چند کا ذکر بطور نمونہ کیا جاتا ہے۔

●۔ بد دعا: اگر کوئی شخص کسی کو بد دعا دے اور ایسا کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بد دعا دینے والے کی سزا قتل ہے۔

●۔ شہادت: اگر کوئی شخص کسی مقدمے میں جھوٹی گواہی دے اور اس کے لیے اس کے پاس کوئی معقول عذر نہ ہو۔ نہ جان کا خطرہ ہو اور جس کے خلاف گواہی دی ہے اس کی جان اسی کی گواہی سے خطرے میں پڑ جائے تو اس گواہ کی سزا قتل ہے۔ اگر غلہ یا چاندی کے متعلق گواہی ہو تو اتنی رقم اس سے بطور جرمانہ وصول کی جائے۔

●۔ اگر کوئی قاضی کسی مقدمہ کی سماعت کرے اور حکم سنا دے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ فیصلہ غلط تھا اور قاضی نے دانستہ ایسا کیا تھا تو جتنا جرمانہ کیا گیا ہے وہ اس قاضی سے وصول کیا جائے۔ نیز علی الاعلان عوام کے سامنے اسے عہدہ سے برخواست کیا جائے۔

●۔ اگر کوئی شخص ڈاکہ مارے اور گرفتار ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے اگر ڈاکو گرفتار نہ ہو سکے تو جس علاقہ اور حدود میں یہ چوری کی واردات ہوئی وہاں کی برادری اور پنچ اس کا سارا نقصان پورا کریں۔

●۔ اگر کوئی شخص مقروض ہو لیکن اس کی کھیتی تباہ ہو جائے تو اس برس وہ قرض خواہ کو قرض نہ دے اور اس سال کا سود بھی۔

●۔ اگر کسی ساہوکار نے کسی کو چاندی قرض دی ہے تو فی شیکل چاندی پر ۱/۵ شیکل اور چھ گرین سود لے سکتا ہے۔

●۔ اگر کوئی شخص کسی کو بیگار پکڑے تو وہ ہر مرتبہ بیگار کیلئے اسے ۱/۲ من چاندی بطور ہرجانہ دے۔

●۔ اگر کوئی شخص کسی کو تجارتی قرضہ دے اور تمام مال راہزن لوٹ لے جائیں اور اس میں اس کا کوئی قصور نہ ہو تو وہ ادائیگی سے بری الذمہ ہوگا۔

●۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے تعلقاتِ میاں بیوی قائم کرے لیکن باقاعدہ نکاح نامہ نہ لکھا جائے تو وہ عورت قانوناً اس کی بیوی نہیں ہوگی۔

●۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور کوئی ثبوت نہ ہو تو وہ عورت خدا کے نام کی قسم اٹھائے اور اپنے گھر واپس چلی جائے۔

●۔ اگر کوئی عورت آوارہ ہے اور اپنے خاوند کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پانی میں ڈبو دی جائے۔

●۔ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو کوئی اچھی چیز ہبہ کرے تو والد کے مرنے کے بعد وہ چیز اسی کے پاس رہے گی اور ترکہ میں تقسیم نہ ہوگی۔

●۔ اگر کسی شخص نے اپنے بیٹوں کی شادیاں کیں لیکن چھوٹے بچے کی شادی نہ کر سکا اور مر گیا تو تقسیم ورثہ کے وقت اس چھوٹے بیٹے کو مقررہ حصہ کے علاوہ زرِ عروسی بھی دیا جائے تاکہ وہ اپنی شادی کر سکے۔

رُوحانی مائدہ

الفضل ایک روحانی مائدہ ہے جس سے ہر مخلص احمدی کی رُوح روزانہ سیر ہوتی ہے۔

آپ

اپنے اس روحانی مائدہ کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھیئے بلکہ اپنے احمدی عزیزوں اور مستحق احمدی احباب کے نام خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کروا کر انہیں بھی اس سے مستفید ہونے کا موقعہ دیجئے۔ یہ آپ کی ایک بہت بڑی نیکی ہوگی۔

(مینیجر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اپنی اس عُمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

فرماتے ہیں:۔

"میرا قاعدہ ہے کہ مَیں اپنے احباب کو ہمیشہ اُن کے فرائضِ منصبی کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ یہ مَیں نے اپنی جان پر فرض کر لیا ہے۔ خواہ کوئی میری سُنے یا نہ سُنے۔ مگر مَیں ہمیشہ اپنے کندھوں سے اس بوجھ کو اتارتا رہتا ہوں۔"

"جوانی کی عمر عجیب عمر ہوتی ہے۔ اس میں انسانی طاقتیں اپنے پورے زور اور کمال پر ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ شخص جو اس عمر میں اپنی خواہشات پر قابو پاتا ہے۔ وہ خدا کے نزدیک ایک بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کی جوانی تقویٰ اور طہارت میں کٹ گئی اُس کا بہت بڑا درجہ ہے۔ کیونکہ اُس وقت انسانی جذبات پورے زور پر ہوتے ہیں، وہ شخص جس کے ہاتھ میں ڈنڈا ہو اور پھر بھی کسی غریب کے پیٹنے سے پرہیز کرتا ہے ایک بڑا درجہ رکھتا ہے بہ نسبت اُس کے جس کے ہاتھ مارنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ پس مبارک موقع ہے آپ لوگوں کے لئے ایک بڑا درجہ ہے حاصل کرنے کا۔ انسانی خواہشات کا مردِ بن کر مقابلہ کرو۔ خدا تعالیٰ کے مقرب اور پیارے بندوں میں سے گنے جاؤ۔ نفس کا گھوڑا بہت سرکش ہوتا ہے اُسے تقویٰ اور طہارت کی خاردار لگام دو تاکہ اس پر قابو پاؤ۔ ورنہ یاد رکھو! وہ تمہیں ایک ایسے گڑھے میں گرائے گا۔ جہاں سے نکلنا سوائے خاص فضل خدا کے نہایت مشکل ہوگا۔ اس وقت میری دردمندانہ نصیحت پر عمل نہیں کرتے اور راہ مستقیم پر نہیں چلتے تو ایک دن آئے گا جب زمانہ خود سیدھا کر دے گا۔ اُس وقت کہوگے کہ کسی ہمدرد نے پہلے ہی سے "متنبہ" کیا تھا۔

مگر میں تمہیں ابھی سے کہہ دیتا ہوں کہ

سہ گر نہیں سُنتے قول اب میرا
پھر نہ کہنا کہ کوئی کہتا تھا

میری خواہش ہے کہ تم لوگ اُس خدا کی طرف جو خالقِ ارض و سماء ہے۔ کسی فانی چیز پر بھروسہ نہ کرو۔ صرف اسی سے مدد مانگو جو منبع ہے ہر ایک فیض کا۔ چشمہ ہے ہر ایک رحمت کا اس کی مدد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس اس کی رضا چاہو۔ اگر وہ راضی ہے تو پھر کسی کا ڈر نہیں دنیا اندھی ہو رہی ہے تم کو چاہیئے کہ آنکھیں کھولو۔ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ لوگ خوابِ غفلت میں پڑے سوتے ہیں؟ پس موقع ہے کہ تم جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ اٹھو کہ میدان خالی ہے کچھ کوشش کرو تا تمہارے درجات بلند ہوں۔ کوئی ہے جو اس غریب الوطن کی صدا کو ہوش کے کانوں سے سُنے۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ صرف یہ کہ تم میری اس بات کو مانو میری خواہش ہے کہ ہماری تمہاری نسلیں تمہارے نمونہ پر چلنے کو فخر سمجھیں۔ خدا کرے کہ تمہارے نام تا روزِ قیامت ستاروں کی طرح آسمان پر چمکیں خدا کرے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھانا۔ پینا۔ بولنا چپ رہنا۔ چلنا قیام کرنا صرف خدا تعالےٰ کے لئے ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ دین کی طرف جاؤ گے تو دنیا ہاتھ سے چلی جائے گی بلکہ اگر تم دین کی طرف آؤ گے تو دنیا خود حاصل ہو جائے گی، دیکھو! (اہلِ ایمان) نے شروع میں دین کو مضبوط پکڑا تو کیا دنیا ان کو نہیں ملی۔ نہیں بلکہ بڑے بڑے ملکوں کے وہ بادشاہ ہوئے ہاں جب دین کمزور ہوا تو دنیا بھی چھن گئی۔ اپنا معاملہ خدا سے درست کرو اگر پھر بھی کوئی ناراض ہوتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں خدا تعالےٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے وہی جو ہلاک ہونا چاہے۔ پس ہلاکت سے بچو کسی کی طرف سے اپنے دل میں کینہ مت رکھو۔ کیونکہ کینہ توز کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہمیشہ دشمنی کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ گویا اس کے سینہ میں دوزخ کی آگ کام کرتی ہے۔ بڑوں کی فرمانبرداری کرو کہ اس میں برکت ہے۔ وہ جس کے دل میں فرمانبرداری کا مادہ نہیں۔ کبھی کسی درگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتا اگر چاہتے ہو کہ خدا تک پہنچو۔ تو اطاعت کو اپنا عین فرض منصبی قرار دو۔ نافرمانی کی تباہ کن مرض سے بچو کہ یہ ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ اپنے بے جا غصوں کو روکو کہ یہ بھی کم مہلک نہیں۔ غضب بھی عجیب حرکتیں کرواتا ہے۔ اپنے دل سے نفاق کو نکال دو کہ یہ نامردوں کا کام ہے۔

دورنگی ٹھیک نہیں۔ صاف دل انسان ہمیشہ عزت پاتا ہے۔ سُستی کو دور کرو کہ یہ (صاحب ایمان) کی شان سے بعید ہے (صاحب ایمان) کو ہمیشہ چست ہونا چاہیئے۔ اپنے وعدوں کا ایفاء کرو اور اپنے اقوال کا پاس دکھاؤ۔ کہ اس کے سوا اعتبار قائم نہیں رہتا۔ بدظنی کو اپنے دل سے نکال دو کہ یہ انسان کی ٹھوکر کا موجب ہوتی ہے۔ آپس میں محبت کو بڑھاؤ کہ اس سے الٰہی ترحمات کا نزول ہوتا ہے۔ لغو عادات کو چھوڑ دو کہ (صاحب ایمان) اُن سے بچتا ہے۔ بدصحبت سے بچو کہ اس کا اثر بہت بُرا ہوتا ہے۔ جوانی کی عمر پر بھروسہ نہ کرو کہ موت جوانی کو نہیں دیکھتی۔ کچھ کر لو کیا معلوم کب موت آ جائے بدزبانی سے بچو کہ اس سے تقویٰ و طہارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہمدردی کرو تا لوگ تم سے ہمدردی کریں بڑوں کی عزت کرو۔ تا چھوٹے تمہاری عزت کریں۔ چھوٹوں کا لحاظ کرو۔ تا بڑے تمہارا لحاظ کریں۔ خدا کرے تم ایسا ہی کرو۔"

(منقول از "حیات بشیر")

خبریں

• بلوچستان ہائی کورٹ کے ایک فل بنچ نے بلوچستان اسمبلی کے توڑے جانے کے خلاف چار آئینی درخواستوں کی سماعت کی۔ فاضل عدالت چیف جسٹس مسٹر جسٹس عبدالقدیر چوہدری، ڈاکٹر جسٹس میر ہزار خان کھوسو، مسٹر جسٹس منور احمد مرزا اور مسٹر جسٹس امیر الملک مینگل پر مشتمل تھی چیف سیکرٹری بلوچستان نے کہا کہ گورنر کے پاس اسمبلی توڑنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

• سرحد اور بلوچستان کی کابینہ میں توسیع کی گئی ہے سرحد میں اسلامی جمہوری اتحاد میں نیا گروپ بنانے والے ایوب تولی الوز کمال اور گستاسپ خان کو وزیر اور بابر نسیم کو مشیر بنایا گیا ہے بلوچستان کی کابینہ میں دو نئے وزیر شامل کئے گئے ہیں۔

• پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر سلمان تاثیر نے کہا ہے کہ سرحد کی طرح پنجاب میں بھی اسلامی اتحاد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔

• وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے گذشتہ روز دفتر خارجہ کا دورہ کیا بطور وزیر اعظم اس دفتر کا یہ ان کا پہلا دورہ ہے۔

• سابق وزیر خارجہ آغا شاہی نے کہا ہے کہ اسلام آباد میں ہونے والی سارک کانفرنس میں ساری توجہ بے نظیر بھٹو اور راجیو گاندھی ملاقات پر رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شملہ معاہدہ کے سولہ برس بعد کسی منتخب پاکستانی وزیر اعظم کی بھارتی وزیر اعظم سے یہ پہلی ملاقات تھی۔

• یوگنڈا کے معزول صدر عیدی امین لاپتہ ہو گئے ہیں۔ وہ دو ہفتے قبل سعودی عرب سے اپنے گھر روانہ ہوئے تھے عرب سفارتی ذرائع کے مطابق وہ زائر میں کسی جگہ چھپے ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض ذرائع کے مطابق وہ سعودی عرب روانہ ہو گئے ہیں۔ تاہم کسی خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

• ہیوی مکینیکل کمپلیکس اور جاپان کے درمیان سٹیم جنریشن پلانٹ کے آلات تیار کرنے کا معاہدہ ہوا ہے۔

• سرگودھا روڈ پر واقع موضع مچھیانہ کے قریب ایک بس تیز رفتاری کے باعث نہر اپر جہلم میں گر گئی جس کے نتیجے میں ایک برات کے ۱۲ افراد ہلاک اور ۲۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔

• وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے روسی ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ روسی فوجوں کے انخلاء سے پاک روس مفاہمت کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

• ورلڈ ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن مائیک ٹائی سن ان دنوں اپنے تربیتی کیمپ میں بڑے زور شور سے تیاریوں میں مصروف ہے۔ ٹائی سن اور فرینک برونو ۲۵ فروری کو عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپین کے اعزاز کے لئے لڑ رہے ہیں۔

• سابق عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ کے چیمپئن محمد علی نے کہا ہے کہ اسے کوئی سنگین بیماری نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف معاندانہ مہم اسلام کے دشمنوں نے چلا رکھی ہے۔

• پاکستان کے معروف فاسٹ باؤلر وسیم اکرم جمعہ کے روز نیوزی لینڈ کی سیکنڈ الیون کے خلاف میچ کھیلتے ہوئے ایک پرانا زخم ٹانگ میں تازہ ہو گیا۔

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد دیلٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینجر: مشہور دواخانہ
نزد دیلٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

صحافت — غیر معمولی ترقی

اگرچہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی اس موجودہ دور کی وہ صفات ہیں جنہوں نے ایک عام آدمی کی زندگی اور سوچ پر گہرا اثر ڈالا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ صحافت اس دور کی ایک ایسی قوت ہے جس نے دنیا بھر کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے اور سائنس کی جدید ترین ترقی کو تو یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ صحافت کی خدمت کے لئے مقرر ہے اور اس لحاظ سے آج کے دور میں سائنس و ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی سے بھی زیادہ اہم صحافت کی حیران کن ترقی ہے جس نے جدید اور مہذب دنیا پر انتہائی گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ اور جو کوئی ملک جس قدر ترقی کرتا چلا جاتا ہے اس کے ملک کی صحافت ترقی کرتی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں اس ملک کے عقل و شعور، سماجی حالات اور طرز زندگی اور رہن سہن پر بھی نمایاں اثرات مرتب ہونے لگتے ہیں اور اس میں سے بہت کچھ صحافت کی منہ زور قوتوں کی وجہ سے ہوتا ممکن ہوتا ہے۔

امریکہ کی تاریخ میں جس واحد صدر نے اپنے عہدہ صدارت کے دوران استعفیٰ دیا اس کی وجہ صحافت کی طاقت تھی۔ آج کی بڑی بڑی طاقتور حکومتیں اگر کسی سے خوف کھاتی ہیں تو صحافت کی طاقت سے۔

آج کے دور میں صحافت کی بے مثال قوت کی وجہ یہ بھی ہے کہ ریڈیو۔ ٹی۔ وی اور پریس کی قوتوں میں بہت وسعت اور انکی کارکردگی میں غیر معمولی ترقی واقع ہوئی ہے۔ کمپیوٹر کے جدید نظام اور ٹیلی نکس سسٹم نے اخبارات کو دنیا کے ہر کونے میں فوری طور پر پہنچانے اور شائع کرنے کے قابل بنادیا ہے۔

عام آدمی کو صحافت کی تیز رفتاری کا احساس نہیں ہونے پاتا۔ اس کی ایک مثال ہمارے صحافت کے ایک استاد نے بتائی (اور فی الحقیقت یہ مثال ہر روز اخباروں کے دفاتر میں دہرائی جارہی ہے) انہوں نے بتایا کہ ایک بار ملکہ الزبتھ پاکستان آئیں۔ برطانوی اخباروں نے ان کے دورے کی کوریج کے خصوصی انتظامات کئے۔ ائرپورٹ پر صحافیوں کو ٹیلی فون اور ٹیلی پرنٹر کی سہولتیں خصوصی طور پر مہیا کی گئیں۔ ملکہ تشریف لائیں ان کے استقبال کے جملہ مراحل مکمل ہوئے اور گارڈ آف آنر کا معائنہ کرنے کے بعد وہ کاروں کے ایک لمبے جلوس میں اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ کاروں کے لمبے جلوس اور استقبال کے لئے آنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ایئرپورٹ سے نکلنے والا راستہ چند منٹ کے لئے بند ہوگیا۔ ہمارے استاد موصوف نے بیان کیا کہ انکے پاس سکوٹر تھا۔ وہ راستہ کھلنے پر اپنے دفتر روانہ ہوئے اور جب وہ اپنے دفتر پہنچے تو ان کے ایک ساتھی صحافی نے جو دفتر میں موجود تھا ان کو دفتر میں داخل ہوتے دیکھ کر ایک کاغذ لہرایا اور باآواز بلند پڑھا۔ ملکہ الزبتھ پاکستان پہنچ گئیں۔۔۔ ان صاحب کے ہاتھ میں اس خبر کا ایک ٹکڑا تھا جو ان کو چند لمحے پیشتر لندن سے بذریعہ ٹیلی پرنٹر موصول ہوئی تھی۔

یعنی ہمارے استادِ محترم کے سکوٹر پر ائرپورٹ سے دفتر پہنچنے سے پہلے پہلے ملکہ کی آمد کی خبر پاکستان سے لندن اور پھر وہاں سے واپس پاکستان پہنچ گئی تھی!! یہ ہے صحافت کی تیز رفتاری کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ!!۔ آج تو اس رفتار میں مزید تیزی آگئی ہے۔ چنانچہ دنیا کے دور دراز کونے میں ہونے والا کوئی میچ، باکسنگ کا کوئی مقابلہ، کسی اہم شخصیت کا خطاب مواصلاتی سیارے کے ذریعے براہِ راست دکھادی جاتی ہے۔ اس طرح سے جس وقت کوئی خبر وقوع پذیر ہورہی ہوتی ہے عین اسی وقت وہ خبر دنیا کے علم میں آجاتی ہے اور بجائے اس کے کہ چند گھنٹے کے بعد ریڈیو۔ ٹی۔ وی سے سنی جائے یا اگلے دن اخبار میں دیکھی جائے یا اور کسی طرح کی تاخیر ہو صحافت کے جدید ذرائع نے دنیا کو عین خبروں کے منبع کے اوپر لا بٹھایا ہے۔

صحافت کی اس جدید ترین ترقی نے کتنی قوت پکڑ لی اس کا اندازہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک بار ایک امریکی صدر نے شکوہ کے رنگ میں کہا کہ امریکہ کی جمہوریت کے نتائج چند ٹیلی ویژن کمپنیوں کے مالکوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ جس طرف چاہے حالات کا رخ موڑ سکتے ہیں۔ یہ بات شکوہ کس قدر ہے اور حقیقت کس قدر ہے۔ اس سے قطع نظر اس بات سے انکار بہرحال نہیں کیا جاسکتا کہ جدید دنیا میں ذرائع ابلاغ کی زبردست اہمیت کی وجہ سے عالمی اہمیت کے معاملات میں یہ ذرائع انتہائی کلیدی کردار ادا کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں صحافت کو اپنی مرضی سے غلط یا صحیح طور پر اختیار کرنے کا طریق یہ رائج ہے کہ اطلاعات پہنچاتے وقت ایسا انتخاب کیا جائے کہ جو بات خلافِ مرضی ہو اس کو بیان نہ کیا جائے یا بیان کرتے ہوئے دبا دیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تبصرہ کرنے والے ایک خاص نقطہ نظر کا اظہار کرتے اور اس کی تائید میں دلائل دیتے ہیں۔ ایسے تبصرہ کرنے والے اپنی رائے کا بہت کم اظہار کرتے ہیں کیونکہ آج کی باشعور دنیا میں ہر شخص میں تجزیہ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس لئے عام آدمی بھی فوراً بھانپ جاتا ہے کہ یہ مبصر تبصرہ کر رہا ہے یا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ ماہر صحافی کو اس بات کا بڑی اچھی طرح احساس ہوتا ہے۔ اس لئے جس صحافی کی تحریر سے ذرا سا بھی احساس ہو جائے کہ یہ تبصرہ نہیں بلکہ پروپیگنڈہ کررہا ہے اس کی تحریر کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے سمجھدار اور ہوشیار صحافی ساری بات کہہ بھی جاتے ہیں اور کسی جملے سے جانبداری کا تاثر بھی پیدا نہیں ہونے دیتے۔ بنیادی طور پر ایک صحافی کو غیر جانبدار سمجھا جاتا ہے۔ اور اصولی طور پر صحافت کو بحیثیت پیشہ غیر جانبدار سمجھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے آج کی دنیا میں ہر اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن اس امر کی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ ان کی خبروں اور تبصروں میں کسی جانبداری کی جھلک نہ ملے۔ فی الحقیقت کم ہی کوئی اخبار غیر جانبدار ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں تو اکثر اخبار جانبداری یا غیر جانبداری کے چکر میں ہی نہیں پڑتے وہ صرف اور صرف حاکمِ وقت کے وفادار ہوتے ہیں۔

ی۔س۔ش

دلچسپ

میں سیرالیون میں تھا۔ ایک روز ایک فون آیا۔ میں نے فوراً اٹھایا اور کہا "نسیم سیفی"۔ دوسری طرف سے ایک بچے کی آواز آئی۔ آئی۔ ایم۔ سوری رانگ نمبر (مجھے افسوس ہے میں نے رانگ نمبر پر فون کر دیا ہے) یہ آواز ایک بچے کی تھی۔ ابھی اس نے فون بند نہیں کیا تھا کہ میں نے کہا۔ لیکن مجھے تو افسوس نہیں ہے کہ آپ نے جس نمبر پر فون کیا وہ غلط نکلا۔ میں تو خوش ہوں کہ آپ سے صوتی ملاقات ہوگئی۔ بچہ حیران ہوا۔ اس نے ایسی بات کبھی نہیں سنی تھی کہنے لگا کیا کہا آپ نے میں سمجھا نہیں۔ میں نے اپنی بات دہرائی تو دوسری طرف سے کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز آئی۔ میں نے یہ سن کر کہا آپ سکول جاتے ہیں۔ ہاں میں جاتا ہوں۔ تیسری کلاس میں پڑھتا ہوں۔ سکول کا نام کیا ہے۔ سینٹ جوزف سکول۔ اور آپ کھیلتے بھی ہیں۔ کونسی کھیل۔ میں تو کوئی کھیل بھی نہیں کھیلتا۔ بس شام کے وقت اپنے ابو کے ساتھ ساحل سمندر پہ جاتا ہوں اور وہاں لہروں کو دیکھتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ میں بھی بس لوگوں سے باتیں کرتا ہوں۔ زبان سے بھی اور قلم سے بھی۔ پھر ہنسی کی آواز آئی آپ کی آواز تو یوں لگتا ہے میں نے ریڈیو پہ سنی ہے۔ ہاں ہاں ضرور سنی ہوگی۔ میں اکثر ریڈیو پہ جاتا ہوں۔

وہ بچہ ابھی اور باتیں کرنی چاہتا تھا کہ میں نے سنا کہ اسکی امی کہہ رہی ہیں کس سے باتیں کر رہے ہو۔ بس اب چھوڑو۔ آؤ ساحل سمندر پہ چلیں۔ اور فون بند ہوگیا۔

یہ تجربہ مجھے سیرالیون میں ہوا کہ عام طور پر جسے رانگ نمبر کہتے ہیں وہ در اصل رانگ نمبر نہیں ہوتا۔ اگر آپ بات کرنے کے موڈ میں ہوں تو یہی رانگ نمبر ٹھیک لگنے لگیگا۔ یہ مطلب نہیں کہ کال اس کے پاس چلی جائیگی۔ جسے کوئی کال کرنا چاہتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ مفید اور دلچسپ گفتگو ہو جائے گی۔ اور دونوں میں سے کسی کو بھی احساس نہیں ہوگا کہ رانگ نمبر تھا۔

میں نے کئی "رانگ نمبر" اٹھائے اور بات شروع ہوگئی اور بعض اوقات یہ باتیں دوستی پر منتج ہوئیں اور مجھے یہ موقع بھی مل گیا کہ تحفہ کے طور پر کوئی کتاب بھیج دوں۔ آپ بھی تجربہ کرکے دیکھیں۔ لیکن یہ جان لینا کہ کس رانگ نمبر پہ بات کی جائے اور کس پہ نہ کی جائے ذرا مشکل سی بات ہے۔ آپ سوچ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ مجھ سے شکوہ کرنے کا موقعہ پیدا ہوجائے خدا کرے ایسا کبھی نہ ہو۔

نسیم سیفی

ہماری اعلیٰ لذات
ہمارے خدا ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بقیہ: مصروفیات

کے تابع ان خطوط کے جواب تیار کرکے بغرض دستخط حضورِ انور کی خدمت میں پیش ہوتے اور پھر ان احباب کو بھجوائے جاتے رہے۔ جس کے لئے ایک الگ شعبہ ترسیل ڈاک قائم ہے اور ایک دوست بڑے اخلاص سے رضاکارانہ طور پر اس خدمت کو بجا لا رہے ہیں۔ بذریعہ ڈاک موصول ہونے والے ان خطوط کے علاوہ سینکڑوں صفحات پر مشتمل مرکزی دفاتر اور مختلف مشنز کی رپورٹیں بھی حضور انور کی خدمت میں موصول ہوتی رہیں۔ جن کے مطالعہ کے بعد حضور انور متعلقہ دفاتر اور مشنز کو کاموں میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ہدایات سے نوازتے رہے۔ مرکز سلسلہ سے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی معرفت سے سینکڑوں صفحات پر مشتمل موصولہ ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ جن پر بعد از کارروائی جواب ارسال کئے گئے۔ اس عرصہ میں تقریباً چھ ہزار خطوط حضور انور کی خدمت میں موصول ہوئے اور ان کے جوابات بھجوائے گئے۔

بیعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں قبول احمدیت کی طرف خاص رجحان پیدا ہو کر بیعتوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور کسی زمانہ میں سال بھر میں موصول ہونے والی چند بیعتوں کے مقابلہ پر اس وقت ایک ایک دن کی بیعتیں بعض اوقات گذشتہ کئی کئی سالوں کی بیعتوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور یہ سلسلہ کسی ایک آدھ ملک تک محدود نہیں بلکہ خدا کے فضل سے دنیا کے اکثر ممالک اس چشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں۔

یہاں انگلستان میں ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو ایک انگریز دوست نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ یہ دوست ھاسلیور سے مکرم ڈاکٹر حمید احمد صاحب کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں نور احمدیت سے منور ہوئے بعد از نماز مغرب انہوں نے دستی بیعت کی سعادت پائی۔ اس موقع پر بکثرت دیگر احباب نے بھی شرکت کی اور اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔ اس سے قبل محترم ڈاکٹر صاحب کی بیگم محترمہ ساجدہ حمید صاحبہ کے ذریعہ انہیں انگریز نو احمدی بھائی کی اہلیہ مشرف بہ احمدیت ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکی ہیں۔

نماز ہائے جنازہ

۲۵ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہمارے ایک نہایت مخلص انگریز احمدی بھائی مکرم داؤد نمر صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

۲۹ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو حضور انور نے قبل از نماز عصر ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ سے قبل حضور انور نے ان کے انگریز عزیز و اقارب سے ملاقات کرکے اظہار تعزیت کیا اور ان کے غم میں پیغام ہمدردی اور دعاؤں کے ساتھ شریک ہوئے۔ مکرم داؤد نمر صاحب کے عزیزوں میں سے دو بیٹے بفضلہ تعالیٰ احمدی ہیں۔ ان کی اہلیہ اور دیگر اعزہ ابھی عیسائی ہیں۔ مکرم داؤد نمر صاحب نے ۱۹۵۸ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ قرآن کریم پڑھنے کا بہت شوق تھا بچوں کی خالص دینی ماحول میں تربیت کے متمنی رہتے۔ چنانچہ بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے دونوں بچوں سلیمان اور عمران کو اپنے ہمراہ نمازوں کے لئے بیت الفضل لندن میں لے کر آتے حضور انور کی مجالس عرفان وغیرہ میں انہیں شریک کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان پر رحم فرمائے اور درجات بلند کرے۔ اس موقع پر حضور انور نے بعض دیگر وفات یافتگان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ ان میں مکرم ملک مبارک احمد صاحب۔ مکرم قریشی مبارک احمد صاحب۔ مکرم حافظ عبدالوہاب بلتستانی۔ مکرم عبدالمنان شاہد صاحب مربیان سلسلہ اور مکرم عبداللہ حسن داؤد صاحب معلم جماعت احمدیہ انڈونیشیا نیز مکرمہ اہلیہ صاحبہ کریم احمد صاحب ظفر آف امریکہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب وفات یافتگان پر اپنا رحم فرمائے اور بلندیٔ درجات عطا کرے۔

اعلانات نکاح

۱۶ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو بعد نماز مغرب مکرم امام صاحب بیت الفضل لندن نے مکرم اسد اللہ خان صاحب اور مکرمہ رفعت ملک صاحبہ کے نکاح کا اعلان کیا جس میں حضور انور نے بھی ازراہ شفقت شرکت کی اور دعا میں شامل ہوئے۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو حضور انور نے نماز مغرب کے بعد بیت الفضل لندن میں محترمہ راشدہ حسین صاحبہ بنت مکرم کیپٹن سجاد حسین صاحب اور مکرم ندیم فیضی صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ جس میں حضور انور نے دونوں خاندانوں کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ دولہا کی والدہ میری فرسٹ کزن ہیں جو کہ میرے ماموں محترم سید ولی اللہ شاہ صاحب کی بیٹی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب جماعت میں معروف شخصیت ہیں تقسیم ہند و پاک کے وقت نیز جنگِ عظیم دوم کے وقت ہندوستانی فوجوں کی طرف سے بہت نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔ عربی میں غیر معمولی عبور رکھتے تھے۔ جو بھی ان سے بات کرتا ان کی عربی دانی کا اعتراف کئے بغیر نہ رہتا۔ آپ حضرت فضلِ عمر کا دایاں بازو تھے۔ یہ صرف ماضی کی باتیں ہیں۔ اور کوئی ماضی میں نہیں رہ سکتا۔ اگر آج کے اچھے کام کل ماضی کا حصہ بن جاتے ہیں تو وہ بھی آخر خدا کے حضور ہی پیش ہوں گے۔ ان میں پیچھے رہنے والوں کے لئے ایک سبق ہے۔ قرآن کریم ہمیں مستقبل کی نسلوں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

نکاح کے موقع پر پڑھے جانے والے ارشادات الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں ازدواجی تعلقات کے لئے جو تعلیم بیان کی گئی ہے۔ وہ تقویٰ اللہ یعنی خوف خدا پر مبنی ہے۔ اگر یہ تقویٰ رہے تو ہمیشہ تعلقات بہتر رہیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا۔ اس سے پتہ چلا کہ ہم میں سے کوئی بھی کامل نہیں۔ ہمارے اندر بہت سی کمزوریاں ہیں۔ کمزوریوں کے ساتھ ہی انسان کو زندہ رہنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی معاف کرنے کا عمل بھی جاری رہنا چاہیئے۔ انسان کمزوریوں کے ساتھ زندہ ہے۔ اور خدا اسے معاف کرتا رہتا ہے۔ تو جب تک انسان خدا کی صفت کو اپنے تعلقات میں نہیں اپنائے گا وہ کس طرح خدا کی معرفت کو حاصل کر سکے گا۔

حضور نے فرمایا ان آیات میں دونوں خاندانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ ایک دوسرے کی کمزوریوں پر تنقید کی بجائے اصلاح و معافی کا طریق اپنایا جائے۔ حضور نے فرمایا اگلی آیت میں ہمارے لئے کامل نمونہ بھی پیش کر دیا کیونکہ اگر ہم کامل نہیں تو کس نمونہ کی پیروی کریں۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کو فوزِ عظیم قرار دے کر بتایا کہ انسانوں میں کامل نمونہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے آپ ہمیشہ اپنے کاموں میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیشِ نظر رکھیں۔ اسی کے نتیجے میں برائیوں سے نجات اور اعلیٰ مقاصد کا حصول نیز عظیم کامیابیاں ممکن ہیں۔

آخر پر حضور انور نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے اور دونوں خاندانوں کے لئے دعا کی تلقین کی اور ایجاب و قبول کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ حضور انور کا یہ خطبہ انگریزی میں تھا۔

اس کے علاوہ درج ذیل نکاحوں کا اعلان مکرم امام صاحب بیت الفضل لندن نے مختلف مواقع پر کیا اور ان مواقع پر حضور انور نے بھی ازراہ شفقت رونق افروز ہو کر آخر میں اجتماعی دعا میں شرکت فرمائی۔

۱۔ ۲۳ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو مکرمہ فرینہ صاحبہ بنت چوہدری اعجاز احمد صاحب اور نوید ثاقب صاحب کے نکاح کا اعلان ہوا۔

۲۔ ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو بعد نماز مغرب محترمہ نزہت صاحبہ اور مکرم بشارت الرحمان نیازی صاحب کے نکاح کا اعلان ہوا۔

۳۔ ۳۰ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو بعد نماز مغرب محترمہ رفعت صاحبہ بنت مکرم عبدالغفار صاحب اور ظفر احمد صاحب کے نکاح کا اعلان ہوا۔

اللہ تعالیٰ ان سب نکاحوں کو ان تمام خاندانوں کے لئے اور سلسلہ کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اور ثمر بثمرات حسنہ ہوں۔

رخصتانہ و دعوت ولیمہ

۲۴ر دسمبر کو نماز عشاء سے قبل حضور انور نے محترمہ فرینہ صاحبہ بنت چوہدری اعجاز احمد صاحب کے رخصتانہ کے وقت پر مردانہ حصہ میں تشریف لے جاکر رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔ بعدہٗ ۲۶ر دسمبر کو حضور نے مکرم نوید ثاقب صاحب ابن قریشی فیروز دین صاحب کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی اور کھانے کے بعد اجتماعی دعا کرائی۔

ایک بابرکت تقریب

۲۲ر دسمبر کو عام ملاقاتوں کے دوران حضور کے دفتر میں عزیزہ ساجد محمود احمد ابن مکرم ظہور احمد صاحب بعمر سات سال کے ناظرہ قرآن کریم مکمل کرنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں ان کے فیملی ممبران شریک ہوئے۔ جو کہ آکسفورڈ سے اس غرض کے لئے حضور کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ حضور نے بچے سے سورۃ الفاتحہ اور آخری تین سورتیں سننے کے بعد دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو نور قرآن سے منور فرمائے۔

قارئین الفضل حضور کی صحت درازیٔ عمر اور جملہ مقاصد عالیہ کی جلد جلد تکمیل کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایک عبرت آموز واقعہ

ابو طاہر فارانی

ایک عبرت انگیز واقعہ اوراقِ تاریخ میں اس طرح محفوظ ہے۔ کہ جب سلیمان کی موت کے بعد یزید بن عبدالملک سلطنت کا والی بنا۔ اس وقت عراق کا والی محمد بن یزید تھا جسے سلیمان بن عبدالملک نے بطور خاص عراق کا والی بنایا تھا۔ کہ وہاں حجاج بن یوسف کی سخت گیریوں نے صدہا بے گناہوں کو اسیر بنایا ہوا تھا اور ان سخت گیریوں میں عراق کا پہلا والی یزید بن ابی مسلم بھی برابر کا شریک تھا۔ محمد بن یزید نے آتے ہی احکام خلافت کی تعمیل شروع کر دی۔ اور یزید بن ابی مسلم کی بھی قرار واقعی گوشمالی کی لیکن تقدیر کا کرشمہ دیکھئے کہ یزید بن عبدالملک نے تخت حکمرانی پر متمکن ہوتے ہی یزید بن ابی مسلم کو افریقہ کا گورنر مقرر کر دیا جس کی باگ ڈور پہلے محمد بن یزید کے ہاتھوں میں تھی۔ محمد بن یزید نے جو یزید بن ابی مسلم کے تقرر اور ورود کی خبر سنی تو مارے خوف کے اُس کے پہنچنے سے پہلے ہی بھاگ کر کہیں روپوش ہو گیا۔ مگر یزید نے پہنچتے ہی اس کی تلاش شروع کی اور بالآخر وہ گرفتار ہو گیا۔

جس دن یزید بن مسلم کے سامنے محمد بن یزید کو پیش کیا گیا وہ رمضان کا پہلا دن اور افطار کا وقت تھا۔ یزید کے ہاتھ میں انگور کا ایک گچھا تھا۔ جیسے وہ اذان ہوتے ہی اُس سے اپنا روزہ افطار کرے گا۔ وہ محمد بن یزید کو دیکھتے ہی بولا

"محمد اتم پر قابو پانے کی دعا مجھے ایک مدتِ دراز تک مانگنی پڑی"

محمد بن یزید نے کہا۔ اور میں بھی مدت سے دعا مانگ رہا ہوں کہ خدا مجھے آپ کے ہاتھ سے امان دلائے۔ "امان؟ خدا کی قسم" یزید نے کہا) "امان تو تجھے ہرگز نہ دوں گا۔ بلکہ اگر ملک الموت کا بھی مجھے ایسا ہی ارادہ نظر آیا۔ کہ وہ میرا وار پڑنے سے قبل ہی تیری جان نکال لے گا تو میں یہ انگور کھانا چھوڑ دوں گا اور کوشش کروں گا کہ عزرائیل کا ہاتھ تمہاری طرف بڑھنے سے قبل میری تلوار تیرا کام تمام کر دے۔

اس کے بعد اُس نے محمد بن یزید کی مشکیں باندھنے کا حکم دیا اور اُسے قتل گاہ میں لا بٹھایا گیا۔ اور جلاد اُس کا سر کاٹنے کے لئے اُس کے سر پر آکھڑا ہوا کہ اتنے میں مینارہ مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ اور یزید بن ابی مسلم انگور کا خوشہ وہیں رکابی میں رکھ کر نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا۔ اُن دنوں اُس کی چیرہ دستیوں کے باعث اہلِ افریقہ اُس کی جان کے درپے تھے۔ اور اس ٹوہ میں تھے۔ کہ بس چلے اور موقع ملے تو اس کا کام تمام کر دیں۔ ابھی پہلی ہی رکعت ادا کر رہا تھا۔ جب یزید بن ابی مسلم نے سجدے سے سر اُٹھایا تو انہی میں سے ایک بے باک نے تاک کر اُس کے سر پر ایسا گرز مارا کہ ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا۔

فوراً ہر طرف غلغلہ برپا ہو گیا کہ والیٔ افریقہ مار ڈالے گئے۔ یہ خبر اُس جلاد تک پہنچی جو محمد بن یزید کے سر پر تلوار تولے کھڑا تھا تو اُس نے بڑھ کر محمد کی مشکیں کھول دیں اور کہا کہ اب آپ آزاد ہیں جہاں چاہیے جائیے۔ انگور کا وہ خوشہ جو تمام سے قبل یزید بن ابی مسلم کے ہاتھ میں تھا۔ وہیں رکابی میں رکھا رہ گیا۔ اور فرشتہ موت نے ثابت کر دیا کہ مشیت ایزدی کو سب ارادوں پر سبقت حاصل ہے۔ اور وہ جو نشۂ اقتدار میں یہ بھول جاتے ہیں کہ اصل قادر و توانا ذات خدائے حیّ و قیوم کی ہے۔ اور زندگی و موت صرف اُسی کی مشیت کے تابع ہے۔ اُن پر واضح ہو کہ ایک ذرہ بھی اُس کی منشاء کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا۔

(منقول از ہفت روزہ لاہور ۱۳/ اپریل ۱۹۸۵ء صـ۱۱)

افکارِ معاصرین

روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب فضل حق کے ایک کالم کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:-

" قائدین کے متواتر جھوٹ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ قوم سوچنا چھوڑ دیتی ہے اور اپنی تاریخ تک کو بھول جاتی ہے چنانچہ آج ہمیں یہ بھی یاد نہیں کہ پاکستان کیوں بنا تھا۔ اور اس کا مطلب کیا تھا؟ کہتے ہیں پاکستان کی تخلیق کے فوراً بعد مرحوم قائد (اعظم) آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری اجلاس کی صدارت کراچی کے خالق دینا ہال میں فرما رہے تھے کسی من چلے نے اٹھ کر کہا کہ ہم نے پاکستان کے لئے ایک نعرہ نیا گھڑا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ اس واقعہ کے کئی عینی شاہد ابھی زندہ موجود ہیں۔ قائد نے فرمایا "یہ نعرہ ہمارا نہیں۔ ہم نے اسے لیگ کونسل کے کسی ریزولیوشن میں رقم نہیں کیا۔ میں نے کسی پبلک تقریر میں اسے استعمال نہیں کیا" لیکن قائد کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہم نے اس قوم پر ظلم کرنے کے لئے سیاست کے معنی کو بدلنا تھا بدلتے رہے۔ ہمیں سیاسی افق پر جہالت اور منافقت کے گرد باد بکھیرنے تھے بکھیرتے رہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۸۔ جنوری ۱۹۸۹ء صـ۳ کالم ۴)

اطلاعات و اعلانات

اعلانِ نکاح

محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر نے میرے بیٹے عزیزم رضوان احمد ہارون قریشی ایم ایس سی آنرز (ایگریکلچر) کا نکاح عزیزہ سعدیہ حنا قریشی بنت برادرم محترم قریشی محمد اکمل صاحب کے ساتھ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر ۱۴ جنوری ۱۹۸۹ء کو بعد نماز عصر برادرم مکرم محمد اکمل قریشی صاحب کے مکان پر پڑھا

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس نکاح کے بابرکت ہونے اور برادرم قریشی محمد اکمل صاحب کی کامل شفایابی کے لیے دعا کریں۔

محمد افضل قریشی ۔ مربی سلسلہ

درخواست دعا

● خاکسار کو ۹ جنوری کو صبح چار بجے کے قریب دھند اور لوڈ شیڈنگ کے اندھیرے کی وجہ سے موٹر سائیکل کا حادثہ پیش آگیا۔ منہ پر شدید چوٹ لگی ہے۔ ہونٹ اور مسوڑھے کٹ گئے ہیں اور چار پانچ دانت بھی ٹوٹ گئے ہیں۔ احباب سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

میاں احمد سعید۔ اسلامیہ پارک لاہور

● خاکسار کی بیٹی عزیزہ لیفٹیننٹ سرور اہلیہ سرور حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۰ر جنوری کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ ولادت آپریشن سے ہوئی ہے اس لئے احباب جماعت سے زچہ و بچہ کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نومولود کا نام صائمہ صدف تجویز کیا گیا ہے۔

نیز خاکسار کی بڑی بیٹی فوزیہ ملک کے ہاں ۵ نومبر ۸۸ء کو بیٹا پیدا ہوا تھا جو قضائے الٰہی سے ایک روز بعد وفات پا گیا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

راجہ رشید احمد۔ مارٹن روڈ کراچی

● خاکسار کے بھتیجے عزیزم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن چیمہ بروز منگل مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۹ء کو ہارٹ اٹیک کے باعث بعمر ۴۵ سال وفات پا گئے ہیں عزیزم خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد حسن چیمہ کے واحد فرزند تھے اور چوہدری گل حسن چیمہ رفیق حضرت اقدس مدفون بہشتی مقبرہ قادیان کے پوتے تھے۔ پابند صوم و صلوٰۃ غرباء کے ہمدرد۔ غریب مریضوں کا مفت علاج اور مساکین کی مالی مدد کرنے کے عادی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فدائی تھے۔ عزیزم کی بیوہ کے علاوہ ایک بچہ عزیزم عطاء الرب چیمہ واقفِ زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اور تین بچیاں زیر تعلیم ہیں۔

قارئین سے اُن کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اور پسماندگان کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ سے صبر جمیل عطا ہونے کے لئے خصوصی دعا کریں

ڈاکٹر احمد حسن چیمہ گجرات

کمیٹیوں کی تشکیل

دفتر اول کے مجاہدوں کی قربانیوں کو ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ رکھنے کی خاطر مجاہدین کے ورثاء کو تلاش کرنے کے بارے میں ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ معمر لوگوں پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل کی جائیں۔ جملہ امراء کرام اس نوع کی کمیٹی جلد از جلد تشکیل فرما کر تلاش ورثاء کے کام کو تیز کرنے کا موجب ہوں۔ اور نتائج کے بارہ میں ساتھ کے ساتھ دفتر ہذا کو اطلاعات بھجواتے رہیں۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

مالی کارکردگی مجالس انصاراللہ

۱۹۸۸ء کا سال ۳۱ر دسمبر کو ختم ہو گیا اور ۱۹۸۹ء کا سال اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے ۱۹۸۸ء کا سال مجلس انصاراللہ کے مالی نقطۂ نگاہ سے خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا حامل رہا۔ ۳۱ر دسمبر تک ۷۰ فیصد سے زائد مجالس کے بجٹ سو فیصد ادا ہو چکے تھے۔

مندرجہ ذیل اضلاع کی تمام مجالس کے بجٹ ادا ہو چکے ہیں۔

(۱) کراچی (۲) لاہور (۳) راولپنڈی (۴) اسلام آباد (۵) اوکاڑہ (۶) جھنگ (۷) سانگھڑ (۸) کوئٹہ اور (۹) لاڑکانہ۔

اللہ تعالیٰ ان اضلاع کی جملہ مجالس اور دیگر تمام مجالس جن کے بجٹ ادا ہو چکے ہیں کے ناظمین زعماءِ اعلیٰ، زعماء صاحبان اور اراکینِ مجالس کو اپنے فضلوں سے نوازے اور اموال میں برکت بخشے۔

اللہ تعالیٰ ۱۹۸۹ء کے سال کو ہر لحاظ سے کامیابیوں کا سال بنائے۔ تمام مجالس کے بجٹ صحیح سالانہ آمد پر تشخیص ہوں اور صد سالہ جشن تشکر کے جلسہ سالانہ سے قبل سو فیصد ادا بھی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نیا سال تمام مجالس کے لئے مبارک کرے اور پہلے سے بڑھ کر خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ